آج ہر گوشۂ گلزار میں ویرانی ہے

پھر مرے نغمۂ جذبات کی لَے ٹوٹ گئی
ساز روتے ہیں غزل زار میں ویرانی ہے

خاک سی اڑتی ہے اب وقت کے ویرانوں میں
عقل کے کوچہ و بازار میں ویرانی ہے

عشق پھر دست بہ دل خاک بہ سر بیٹھا ہے
آج پھر حسن کے بازار میں ویرانی ہے

جن کے لہجے میں خیالوں کی کھنک ہوتی تھی
اُن کے پیرایۂ اظہار میں ویرانی ہے

چند لمحوں کے لئے فصل وفا مہکی تھی
آج ہر گوشۂ گلزار میں ویرانی ہے،

اس نے پھولوں پہ رگِ جاں کا لہو چھڑکا تھا
تو نے وہ رنگ بھی اے دستِ صبا چھین لیا

کس نے پیراہن لیلائے چمن چاک کیا
کس نے کلیوں سے وہ انداز حیا چھین لیا

رہنماؤں نے دیا ہم کو وہ دستورِ حیات
جس نے مفہوم رہ و رسم وفا چھین لیا

ہر نئے دور میں وہ ظل الہیٰ ٹھہرا
جس نے جمہور کی محنت کا صلا چھین لیا

میں نے جب بھی ترے نغمات کی دھن چھیڑی ہے
میرِ محفل نے میرا ساز نوا چھین لیا!

تجمل حسین دل